بسم اللہ الرحمن الرحیم

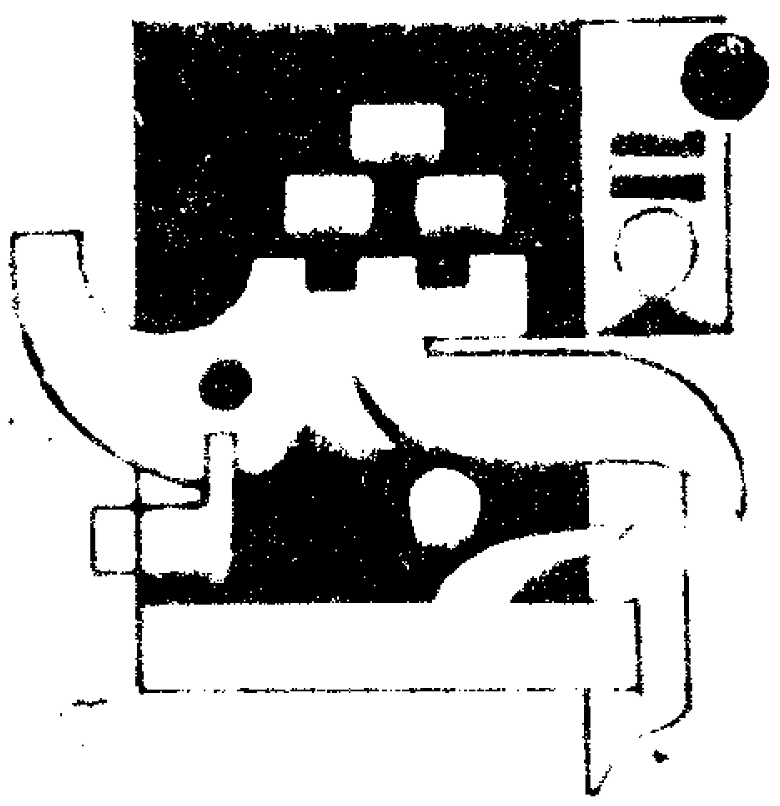

الحق ، ربع صدی کے سالِ آخر کا آغاز

- اہداف ، لائحہ عمل ، عزائم اور سطحِ نظر
- خداوندِ قدوس کے لشکروں اور ذریتِ شیطان کے درمیان معرکۂ حرب
- حمیتِ ایمانی اور اسلامی اخوت کی عظیم تحریک برپا کرنے کی ضرورت
- پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی کا سانحۂ ارتحال

اظہارِ تشکر و سپاسِ پروردگار اور اعترافِ تقصیر و اعتذار

بحمد اللہ سالِ رواں سے ماہنامہ الحق اپنی زندگی کے چوبیس سال معرکۂ حق و باطل میں مصروفِ کار رہ کر ربع صدی کے سالِ آخر میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی توفیق، اسی کی نظرِ انتخاب، اسی کے فضل اور موہبت ہی کا نتیجہ ہے جس پر جتنا بھی شکریہ ادا کیا جاتا رہے کم ہے۔

الحق نے اپنے چوبیس سالہ رزم گاہِ حیات میں نظریہ و افکار اور علم و عمل کے مختلف میدانوں میں متنوع خدمات انجام دی ہیں۔ یہ خالص فیاضِ ازل ہی کی کرم نوازی اور مہربانی ہے کہ الحق ایک نظامِ رشد و ہدایت کا داعی اور مرکزِ علم و سیاست کے محور کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ یہ خالقِ ارض و سماء ہی کی بلا استحقاق عنایت اور نظرِ رحمت ہے کہ الحق کی دعوت و پیغام اور خدمات اپنے دورِ آغاز سے لے کر اب جدید انقلاب حالات تک، دینی مدارس اور تعلیمی اداروں میں مسندِ درس و تعلیم اور ذوقِ عمل کے جذبات کی انگیخت سے لے کر افغانستان کے میدانِ جہاد و کارزارِ عمل تک، تالیفات و تدوینِ افکار سے لے کر قلمی جہاد کے ملی اور قومی میدانوں تک، مسلمانوں کی انفرادی اور عام اجتماعی زندگی سے لے کر بین المللی سطح تک، ملکی حالات سے لے کر بین الاقوامی مسائل تک، خالص علمی و دینی اور مذہبی دائرے سے لے کر قومی و ملکی اور بین الاقوامی سیاست کے تمام پہلوؤں اور ہمہ جہتی گوشوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ الحق کے مرحوم و مغفور سرپرست قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے روحانی فیوضات اور ان سے نسبتوں کے برکات ہیں۔

اور یہ بھی موہبتِ خداوندی ہی کا کرشمہ ہے کہ الحق اپنے مقاصد اور طریقۂ کار میں محض ایک صحافتی کردار، ایک اشاعتی ادارہ یا ایک ادارہ کی ترجمانی کے محدود کردار میں محصور نہیں رہا بلکہ اس نے روزِ اول سے اسلام کے احیاء، علومِ نبوت کی ترویج و فروغ، مسلمانوں کی اسلامی زندگی کے قیام، ان کی دینی و مذہبی آزادی اور نظامِ شریعت کی

تنفیذ کی تحریک کی تکمیل جیسے اہداف کو اپنا مطمع نظر بنائے رکھا۔

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی دینی فکر، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی سیاسی بصیرت، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا درس حُریت اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے نظریۂ فروغ تعلیم و تحریکِ انقلاب اسلامی کے خطوط پر قائم ہونے والی عمارت کی تعمیر کو آگے بڑھایا، اور الحمدللہ کہ ہزار آندھیوں اور طوفانوں، حالات کی نامساعدت، مخالف دھاروں کی یلغار اور فتنہ ہائے مختلفہ کے ہوا ہائے مظلمہ کے تند و تیز جھونکوں اور تھپیڑوں کے باوصف بہ ہزار اعتراف عجز و انکسار اس کے مؤقف ولائحہ عمل اور پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی کہ ع

حریتِ افکار کی نعمت ہے خدا داد

قارئینِ الحق کے حضور ہدیۂ تشکر و امتنان

اس سلسلہ میں اپنے اکابر علماء و مشائخ اور الحق کے مخلص قارئین نے جس طرح ادارہ کے کارکنوں کی سرپرستی، شفقت، ہمت افزائی اور ڈھارس بندھائی ہے، اس پر جتنا بھی شکرگذاری اور منت پذیری کا اظہار کیا جائے کم ہے ـــــ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ تشکر و امتنان کے جذبات اور حقیقی کیفیات کا اظہار چند دقیع اور شاندار جملوں اور ادبی الفاظ کی محض تک بندی سے نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہمیں محض رسمی اور مصنوعی ممنونیت کی نمائش اس عظیم اور بھاری ذمہ داری کے بوجھ سے سبکدوش کر سکتی ہے جو فی الحقیقت ادارہ سے وابستہ متعلقین، عامۃ المسلمین اور الحق کے قارئین کی جانب سے خلوص و محبت اور توسل و اعتماد کی عزت افزائی کی صورت میں ادارہ کے خدام پر عائد ہوتی ہے ـــــ دو چار پھڑکتے ہوئے جملوں سے بلاشبہ عارضی طور پر اپنے باذوق قارئین کو محظوظ تو کیا جا سکتا ہے مگر قوم اس وقت فصاحت و بلاغت، ادبی تحریروں، نثر کی رعنائیوں اور نظم کی دلفریبیوں کی بھوکی نہیں اور نہ اس قسم کی ذہنی عیاشیوں اور عارضی مسرتوں سے اس کے اصل درد کا درمان اور مرض کا حقیقی مداوا کیا جا سکتا ہے۔

الحق کے اہداف، لائحۂ عمل، عزائم اور مطمع نظر

اس کے لیے ضرورت ہے ایک قائم و دائم جوشش کی، پختہ شعور دینی و علمی بصیرت، نبوی طریق کار و استقامت اور صابرانہ ثباتِ قدم، دلیرانہ مگر عاقلانہ طریق عمل، نفس کے خلاف جہاد، پختہ کاری و بلند خیالی اور ذی ہوش مسلمان بننے اور بنانے کی۔

الحق نے اپنے تحریری اہداف، مضامین کے انتخاب اور اشاعتی مقاصد میں اولین ہدف یہی رکھا کہ سوئے ہوئے دلوں کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا رہے، دعوتِ حق کا غلغلہ ڈالنے والی زبانِ قلم استعمال کی جاتی رہے کہ اسی سے زمانے کی ہوا میں تموّج پیدا ہوتا ہے۔

مخاطبین اور قارئین کے قلوب میں مساعیٔ جمیلہ کا جذبہ، ان کے اخلاق میں شجاعانہ استقامت و ایثار، انکے جوارح میں قوتِ عمل اور ان کے عزائم اور ارادوں میں چُستی اور پختگی پیدا کی جائے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ محض گرمجوش تحریروں اور ولولہ انگیز تقریروں سے ایسے کٹھن اور بلند پایہ مقاصد میں کامیابی ہرگز حاصل نہیں کی جاسکتی ؎

وکیف الوصول الیٰ سعادٗ دونہا
قلل الجبال و دونھنّ حتوف

لہٰذا بحث وتحقیق اور تقریر وتحریر کے ساتھ ساتھ عملی میدان کی نشاندہی، دینی مساعی کے پلیٹ فارم کی رہنمائی عمل واقدام اور اس پر اجر وثواب ورفعِ درجات کی ترغیب اور اس سلسلہ کی ہر ممکن تشویق کا اہتمام کیا جائے ؎

شبنم سے فقط کام چلا ہے نہ چلے گا
پھولوں کی زباں خونِ جگر مانگ رہی ہے

الحق اسی عزم سے نکلا، اسی عزم سے چلا اور اس وادیٔ پُرخار کو برہنہ پا ہو کر قطع کرنا چاہا، مگر جب عملاً آگے بڑھا تو وہ مشکلات اور تکالیف کا جنگل ثابت ہوا، قدم قدم پر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ طرح طرح کے بدنی، مالی اور متنوع مکروہات اس کے دامنِ استقلال کو جگہ جگہ الجھا دینا چاہتے رہے مگر الحق: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔ کے صادق ومصدوق قائل حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا رسولؐ اور انسانیت کا ہادیٔ برحق مانتے ہوئے اس صحرائے پُرخار میں برابر گامزن رہا، خود بھی اور اپنے قارئین کو بھی یہی تاثر اور یہی پیغام دیتا رہا کہ اسی راستے پر جنت کا دروازہ بہت قریب ہے ——— گوناگوں آفتوں اور آلام میں گھر جانے کے باوجود بھی، بفضل اللہ کسی لمحہ مایوسی کو قریب نہیں آنے دیا اور یہ یقین رہا اور یہی تلقین رہی کہ کامیابی کا آفتاب ہمیشہ مصائب وآلام کی گھٹاؤں کو پھاڑ کر نکلا ہے اور اعلیٰ امیدوں اور انقلابی تمناؤں کا چہرہ سخت اور شدید صعوبتوں کے جھرمٹ میں سے دکھائی دیا ہے ؎

سودا نہیں جنوں نہیں دیوانہ پن نہیں
جینا اگر یہی ہے تو یہ جینے کا فن نہیں

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ ۝

کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے بدون اسکے کہ اللہ جانچ کرے تم میں سے مجاہدین اور صابرین کی۔

خداوند قدوس کے لشکروں اور ذریتِ شیطان کے درمیان معرکۂ حرب وضرب

یہ حق تعالیٰ جل شانہ کی سنتِ مستمرہ ہے کہ کوئی قوم بھی اس کی محبت و عبدیت اور اس کے راستہ پر چلنے کی مدعی نہیں ہوئی جس کو ابتلاء و آزمائش اور امتحانات کی کسوٹی پر نہ پرکھا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم و برگزیدہ پیغمبر بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے، بے شک وہ بھی مظفر و منصور ہوئے مگر سخت ابتلاء اور زلزال شدید کے بعد۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الرعد: ۱۱۰)

یہاں تک کہ جب نا امید ہوئے پیغمبر اور گمان کیا انہوں نے کہ ان سے لوگوں نے تحقیق جھوٹ بولا آئی ان کے پاس مدد ہماری، پس نجات دیا گیا جو شخص کہ چاہتے تھے ہم اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب قوم گنہگار سے۔

الحق نے ہمیشہ فرزندانِ توحید کو انبیاء و مرسلین اور سلف صالحین کے راستہ پر چلنے کی دعوت دی۔ شیطان کی ذریت اور خداوند قدوس کے لشکروں کے درمیان ہونے والے معرکۂ حرب میں اہلِ اسلام کے جذبات و ہمت افزائی کی انگیخت کی اور اس یقین سے اپنا سفرِ منزل جاری رکھا کہ شیطان کے مضبوط سے مضبوط آہنی قلعے بھی خداوند قدیر کی نصرت و امداد کے سامنے تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں، شرط اخلاص وللٰہیت، جنون و محبت اور اپنی تمام صلاحیتیں خدا کی راہ میں کھپا دینے کا عزم و حوصلہ اور مبنی برحقیقت فیصلہ ہے ؎

کم نہیں ہے آبِ حیواں سے محبت کی شراب
دل یہ مئے پیتا رہا اور نوجواں بنتا رہا
کچھ نہ کچھ اہلِ جنوں ہر دور میں باقی رہے
اک اگر مٹتا رہا اک کارواں بنتا رہا

الحق نے حالیہ بدترین انقلاب اور اباحیت و دہریت کے سیاہ طوفانی ریلے کے موقع پر اپنی ذمہ داریاں پہلے سے کئی گنا بڑھ کر محسوس کیں اور اُمتِ مرحومہ کو بے دینوں اور دہریوں کے نرغے سے بچاتے، ان کی ناپاک ہستیوں ان کے سامانِ حرب وضرب، ان کے شوکت و اقتدار اور ان کے خوف و ہراس کو لوگوں کے دلوں سے ہٹانے اور اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے میں یہ پیغام پھیلایا کہ تمہارا ماویٰ اور ملجاء، تمہارا حاکم اور معبود، تمہارا محسن اور داتا تو صرف اور صرف خدا ہی کی ذات ہے، پھر یہ بتوں اور بتوں کی خدائی سے خوف کیوں؟ خوف کھانے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ خدا کا غضب اور اس کا قاہرانہ انتقام ہے، دنیا کی متاعِ قلیل، دنیا کے مفادات، دنیا کی عارضی حکومتیں اور شوکتیں خدا کی ابدی رحمتوں اور اس کے لازوال انعامات کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔